مجھے جہاں تک معلوم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کے نام جو فرامین اور مراسلات روانہ فرمائے تھے، ان میں سوائے بسم اللہ الرحمان الرحیم کے اور کوئی الفاظ نہ ہوتے تھے۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری ج ۱ ص ۵، رحمۃ للعالمین ص ۱۱۱ ج ۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۳۲۸۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط میں سوائے پوری بسم اللہ کے "لہ الحمد" یا "باسمہ سبحانہ" یا اس طرح کے اور مقدس الفاظ یا ۷۸۶ کے عدد نہیں ملتے۔ واللہ اعلم!

جواب سوال نمبر ۳:

حضرت داؤد کیا تمام پیغمبر اور رسول بشر ہی تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۝"

(الانبیاء: ۷، ۸)

کہ "ہم نے آپ سے پہلے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن پر ہم وحی کرتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔ اور ہم نے ان کو ایسے جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ جینے والے تھے۔"

مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے بشر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ معصوم نہ تھے اور لیکن خواہش کے لئے انہوں نے کمانڈر یوآب کے ذریعہ اوریاہ حتی کو قتل کرادیا تھا اور اسکی بیوہ کے ساتھ بعد میں نکاح کر لیا تھا۔ کیونکہ کسی بھی شریف آدمی سے ایسے گھناؤنے فعل کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ چہ جائیکہ مرسل داؤد علیہ السلام ایسے صاحبِ کتاب کی طرف اسے منسوب کیا جاسکے۔ دراصل یہ کہانی ان خبیث باطن یہودیوں کی گھڑی ہوئی ہے جو حضرت داؤدؑ اور ان کے جلیل القدر فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے تھے۔

چنانچہ کتاب سیموئیل باب ۱۲ فقرات ایک تا گیارہ میں یہ کہانی درج ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہے:

"تو نے حتی اوریاہ کو اپنی تلوار سے مارا اور اس کی بیوی لے لی تاکہ وہ تیری بیوی بنے اور اس کو بنو عمون کی تلوار سے قتل کروا دیا۔"

ہمارے بعض مفسرین نے اس کہانی کے اس حصہ کو چھوڑ کر جس میں حضرت داؤد پر زنا کا الزام اور پھر اس عورت کے حاملہ ہونے کا ذکر ہے، باقی کہانی کو تسلیم کر لیا ہے اور بعض مفسرین نے

اس کا سرے سے انکار کر دیا ہے جیسے ابن حبان وغیرہ۔

پھر اس کہانی کے سلسلہ میں خود تورات کی تضاد بیانی بھی قابلِ غور ہے۔ تورات کے صحیفہ صموئیل میں ہے:

۱۔ "تب ناتن (نبی) نے بادشاہ (داؤد) سے کہا، جا جو کچھ تیرا دل ہے کر، کیونکہ خداوند تیرے ساتھ ہے اور اسی رات کو ایسا ہوا کہ خداوند کا کلام ناتن کو پہنچا، جا اور میرے بندہ داؤد سے کہہ کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے بھیڑ سالہ سے جہاں تو بھیڑ بکریوں کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا، لیا تا کہ تو میری قوم اسرائیل کا پیشوا ہو" (صموئیل (۲) باب، آیات ۳ تا ۸)

۲۔ "اس نے میرے زور آور دشمن اور میرے عداوت رکھنے والوں سے مجھے چھڑا لیا۔ کیونکہ وہ میرے لئے نہایت زبردست تھے، وہ میری مصیبت کے دن مجھ پر آ پڑے۔ پر میرا خدا میرا سہارا تھا، وہ کشادہ جگہ میں نکال لایا، اس نے مجھے چھڑایا، اس لئے کہ وہ مجھ سے خوش تھا۔ خداوند نے میری راستی کے موافق مجھے جزا دی اور میرے ہاتھوں کی پاکیزگی کے مطابق مجھے بدلہ دیا۔ کیونکہ میں خداوند کریم کی راہوں پر چلتا رہا اور شرارت سے اپنے خداوند سے الگ نہ ہوا کیونکہ اس کے سارے فیصلے میرے سامنے تھے اور میں اس کے آئین سے برگشتہ نہ ہوا، میں اس کے حضور کامل بھی رہا اور اپنی بدکاری سے باز رہا۔ اس لئے خداوند نے مجھے میری راستی کے موافق بلکہ میری اس پاکیزگی کے مطابق جو اس کی نظر کے سامنے تھی، بدلہ دیا" (حوالہ صموئیل باب ۲۲، آیت ۱۸ تا ۲۵)

۳۔ "داؤد بن لیسی کہتا ہے، یعنی یہ اس شخص کا کلام ہے جو سرفراز کیا گیا اور یعقوب کے خدا کا ممسوح اور اسرائیل کا شیریں نغمہ ساز ہے۔ خداوند کی روح نے میری معرفت کلام کیا اور اس کا سخن میری زبان پر تھا" (صموئیل باب ۲۳، آیات ۱ تا ۳)

۴۔ "سلیمان نے کہا تو نے اپنے خادم میرے باپ داؤد پر بڑا احسان کیا۔ اس لئے کہ وہ تیرے حضور راستی اور صداقت اور تیرے ساتھ سیدھے دل سے چلتا رہا" (سلاطین (۱) باب آیت: ۳)

۵۔ "سو اس سلیمان نے کہا، خداوند اسرائیل کے خدا کو مبارک ہو، جس نے اپنے منہ سے میرے

باپ داؤد سے کلام کیا . . . اور داؤد کو چنا تاکہ وہ میری قوم اسرائیل پر حاکم ہو۔"
(تاریخ (۲) باب ۶، آیات ۴ تا ۷)

۶۔ اب اے خداوند اسرائیل کے خدا اپنے بندے میرے باپ داؤد کے ساتھ اس قول کو بھی پورا کر جو تو نے اس سے کہا تھا کہ تیرے پاس حضور اسرائیل کے تخت پر بیٹھنے کے لئے آدمی کی کمی نہ ہوگی بشرطیکہ تیری اولاد، جیسے تو میرے حضور چلتا ہے ویسے ہی میری شریعت پر عمل کرنے کے لئے اپنی راہ کی احتیاط رکھے۔" (حوالہ ایضاً، باب ۶، آیت ۱۶)

۷۔ "پھر بھی میں ساری سلطنت کو نہیں چھینوں گا بلکہ اپنے بندے داؤد کی خاطر اور یروشلم کی خاطر جسے میں نے چن لیا ہے، ایک قبیلہ تیرے بیٹے کو دوں گا۔" (حوالہ سلاطین (۱) باب ۱۱، آیت ۱۳)

۸۔ اور ایسا ہوگا کہ اگر تو ان سب باتوں کو جن کا میں تجھے حکم دوں، سنے اور میری راہوں پر چلے اور جو کام میری نظر میں بھلا ہے، اس کو کرے اور میرے آئین و احکام کو ماننے جیسے میرے بندے داؤد نے کیا تو میں تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرے لئے ایک پائیدار گھر بناؤں گا جیسا میں نے داؤد کے لئے بنایا اور اسرائیل کو تجھے دوں گا۔" (سلاطین، باب ۱۱، آیت ۲۸، بحوالہ قصص القرآن علامہ محمد حفظ الرحمان ص۷۵، ۷۶ جلد ۲، مطبوعہ دہلی)

تورات مقدس کی یہ تصریحات صاف بتلا رہی ہیں کہ حضرت داؤدؑ خدا کے مختار اور چہیتے بندے تھے، راست باز، پاکدامن اور عفت مآب انسان تھے اور خدا تعالیٰ کی شریعت کے کامل مطیع اور فرمانبردار تھے اور خدا کے عطا کردہ ملک میں قوم بنی اسرائیل کے بادشاہ اور خلیفۃ اللہ فی الارض تھے، خدا کی حفاظت و صیانت ان کی کفیل تھی اور بلا واسطہ خدا سے ہم کلامی کا اعزاز رکھتے تھے۔ بہر حال ان تصریحات کے مطابق سیدنا داؤد علیہ السلام معصوم پیغمبر اور برسر اقتدار بادشاہ تھے اور یہی تصریحات صحیح معلوم ہوتی ہیں کیونکہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات یہود کی مفروضہ کہانی کے علی الرغم ان تصریحات کی تصدیق و تائید کرتی ہیں:

۱۔ "ولقد آتینا داؤد وسلیمان علما وقالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین۔" (سورہ نمل، آیت: ۱۵)

کہ "ہم نے داؤدؑ اور ان کے بیٹے) سلیمانؑ کو علم سے بہرہ ور کیا اور ان دونوں نے

کہا کہ اس اللہ کے لئے ہر طرح کی حمد ہے جس نے اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر ہم دونوں کو بزرگ اور برتر کیا۔"

۲۔ "وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا" (سورہ بنی اسرائیل آیت: ۵۵)

"اور ہم نے افضل بنایا بعض پیغمبروں کو بعض پیغمبروں سے اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی۔"

۳۔ "وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ" (ص: ۳۰)

"اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ عطا فرمایا، وہ بڑے اچھے بندے تھے، بلاشبہ وہ خدا کی رحمت کی جانب رجوع ہونے والے تھے۔"

۴۔ "وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ" (ص: ۱۳)

"اور اس (داؤدؑ) کو مضبوط سلطنت عطا کی اور حکمت سے سرفراز کیا اور حق و باطل میں قوت فیصلہ عطا فرمائی۔"

۵۔ "وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا" (سبا: ۱۰)

"اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ کو اپنی جانب سے فضیلت عطا فرمائی۔"

قرآن مجید کی یہ آیاتِ مبارکہ جہاں تورات مقدس کی مذکورہ تصریحات کی تائید کر رہی ہیں، وہاں تہمت والی من گھڑت کہانی کے بھی تار پود بکھیر رہی ہیں۔ چنانچہ تورات شریف اور قرآنِ عزیز کی ان ہی آیات کے پیشِ نظر محققین کی ایک معتد بہ جماعت نے اس کہانی کی تمام جزئیات کو محض الزام اور بے سر و پا اتہام قرار دیا ہے۔

قرآن مجید کے مطابق بات صرف اتنی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیلی عائلی رسم و رواج کے مطابق اوریاہ یا جو نام بھی ہو، سے صرف یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور اتنی بات بنی اسرائیل کے عائلی رسم و رواج کے خلاف نہ تھی۔ چنانچہ قبل اس کے کہ وہ شخص حضرت داؤدؑ کے اقتدار سے مرعوب ہو کر ان کی فرمائش کی تکمیل کرتا، دو فرشتے یا دو نیک آدمی ایک فرضی مقدمہ لے کر حضرت داؤدؑ کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ نے اسے سچ مچ کا مقدمہ سمجھ کر فیصلہ سنا دیا لیکن زبان سے فیصلہ کے الفاظ نکلتے ہی ان کے ضمیر نے بھانپ لیا کہ فردِ جرم اس شخص کی طرح خود ان پر بھی چسپاں ہو رہی ہے۔ چنانچہ آپ فوراً سجدے میں گر گئے،

توبہ کی اور اپنی فرمائش واپس لے لی۔ نہ اوریاہ کا قتل وقوع میں آیا اور نہ حضرت نے اس کی بیوہ سے زنا یا نکاح کیا اور نہ ہی حضرت سلیمانؑ اس عورت کے بطن سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ محقق مفسرین کی بھی رائے ہے، چند تصریحات پیش خدمت ہیں:

۱۔ امام بغویؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ الفاظ لکھتے ہیں:

"وقصته ان عین داؤد وقعت علی امرأة رجل فاعجبها فسأله النزول عنها فنزل عنها فلم یزد داؤد ان التمس النزول عن امرأته" (جامع البیان ص ۳۸۶ سورة ص)

کہ "حضرت داؤدؑ کی نظر ایک عورت پر پڑ گئی تھی جس پر انہوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا کہ اس عورت کے خاوند سے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔"

۲۔ امام محمد بن عبداللہ ابن العربی فرماتے ہیں:

"اما قولهم انها لما اعجبته امر بتقدیم زوجها للقتل فی سبیل اللہ فهذا باطل قطعا لان داؤد علیه السلام لیریق دمه فی غرض نفسه وانما کان من الامر ان داؤد قال لبعض اصحابه انزل لی عن اهلك وعزم علیه فی ذلك کما یطلب الرجل من الرجل الحاجة برغبة صادقة کانت فی الاهل او المال وقد قال سعید بن الربیع لعبد الرحمن بن عوف حین آخی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بینهما . . . ولی زوجتان انزل لك عن احسنهما فقال له بارك اللہ لك فی اهلك وما یجوز فعله ابتداء یجوز طلبه ولیس فی القرآن ان ذلك کان ولا انه تزوجها بعد زوال عصمة الرجل عنها ولا ولادتها لسلیمان فعمن یروی هذا ویسند وعلی من فی نقله یعتمد ولیس یؤثره عن الثقات والاثبات احد۔" (احکام القرآن ابن العربی ص ۱۶۲۴ ج ۴)

کہ "قصہ نگاروں کا یہ کہنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت پر فریفتہ ہو کر معاذ اللہ اس کے خاوند کے متعلق یہ حکم دیا تھا کہ اسے جنگ میں قتل کرا دیا تھا محض باطل قصہ اور صریح بہتان طرازی ہے کیونکہ حضرت داؤد کی شانِ رفیع سے یہ بات کوسوں دور ہے کہ وہ اپنی خواہش نفس کی تکمیل میں کسی بے گناہ کا خون بہائیں۔ اصل

بات صرف یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے آدمیوں میں سے ایک شخص کو کہا کر میرے لئے اپنی بیوی سے دست بردار ہو جائے اور سنجیدگی کے ساتھ یہ مطالبہ کیا جیسے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی سے اپنی معاشرتی یا معاشی جائز ضرورت کا مطالبہ کرتا ہے ۔ اور حضرت سعید بن ربیع نے بھی اپنے دینی بھائی حضرت عبدالرحمان بن عوف سے کہا تھا کہ میری دونوں بیویوں میں سے جسے تم پسند کرو، میں اسے تمہارے لئے طلاق دینے کے لئے تیار ہوں ۔ اور جس چیز کا ابتداء میں مطالبہ جائز ہے، بعد میں بھی اس کا مطالبہ جائز ہے ۔ قرآن مجید میں یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ اس شخص نے ان کے مطالبہ پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت سے بعد میں نکاح بھی کر لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے بطن سے پیدا ہوئے ۔ جس پر عتاب ہوا وہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ انہوں نے ایک عورت کے خاوند سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ان کی خاطر اس کو طلاق دے دے ۔ یہ فعل فی الجملہ خواہ جائز ہی ہو مگر منصب نبوت سے بعید تھا اس لئے ان پر عتاب بھی ہوا، ان کو نصیحت بھی کی گئی۔

۳۔ ابوبکر جصاص حنفی فرماتے ہیں :

" وقد قیل ان داؤد کان لہ تسع وتسعون امرأۃ وان اوریاہ بن حنان لم تکن امرأۃ لہ وقد خطب امرأۃ فخطبھا داؤد مع علمہ بان اوریاہ خطبھا داؤد وتزوجھا وکان فیہ شیآن مما سبیل الانبیاء التنزہ عنہ احدھما خطبتہ علی خطبۃ غیرہ والثانی اظہار الحرص علی التزویج مع کثرۃ من عندہ من النساء ولم یکن عندہ ان ذالک معصیۃ فعاقبہ اللہ وما یروی فی اخبار القصاص من انہ نظر الی المرأۃ فرآھا متجردۃ . . . . . فقدم زوجھا للقتل فانہ وجہ لا یجوز علی الانبیاء لان الانبیاء لا یاتون المعاصی مع العلم بانھا معاصی " (احکام القرآن ص۳۷۶، ج۳)

اور یہ بات جو بیان کی جاتی ہے کہ حضرت داؤدؑ کے پاس ۹۹ حرم تھے اور اوریاہ کے پاس ایک بیوی بھی نہ تھی تو جب اس نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت داؤدؑ نے اوریاہ کے خطبہ کو جانتے ہوئے اس عورت کو نکاح کا پیغام بھیج دیا،

یہ محض ڈھکوسلا اور فرضی بات ہے۔ کیونکہ اس میں دو ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے شایانِ شان نہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے غیر کی مخطوبہ کو نکاح کا پیغام دیا اور دوسرے یہ کہ کئی ایک بیویوں کے ہوتے ہوئے انہوں نے شادی کرنے کی حرص ظاہر کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا اور یار لوگوں نے جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ نے اس عورت کو عریاں کھڑی دیکھ لیا تھا اور قتل کی نیت سے اس کے خاوند کو محاذِ جنگ پر روانہ کر دیا تھا۔ یہ الزام نا فرجام ایسا ہے کہ جس کی نسبت حضرت داؤدؑ کی طرف کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ انبیاء سے عمداً کوئی خطا نہیں ہوتی۔"

۴۔ علامہ جار اللہ زمخشری فرماتے ہیں:

"والذی یدل علیہ المثل الذی ضربہ اللہ لقصتہ علیہ السلام لیس الا طلبہ الی زوج المرأۃ ان ینزل لہ عنها فحسب" (کشاف ص۳۷ سورۃ ص)

کہ "جس شکل میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اس سے صرف یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ ان کیلئے اپنی بیوی چھوڑ دے۔"

"فهذا ونحوه مما یقبح ان یحدث بہ عن بعض المتسمین بالصلاح من فناء المسلمین فضلا عن بعض اعلام الانبیاء" (کشاف ص۳۷)

کہ "یہ ایسے قبیح امور ہیں کہ کسی پرہیزگار اور صاحب ورع مسلمان کی طرف بھی انکی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ چہ جائیکہ جلیل القدر انبیاء کو مطعون کیا جاسکے۔"

اور پھر قصہ نگاروں کی تنبیہ کے لیے حضرت علیؓ کا یہ تہدیدی قول بھی لکھتے ہیں:

"عن سعید بن المسیب والحارث الاعور ان علی بن ابی طالب قال من حدثکم بحدیث داؤد علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین وهو حد الفریۃ علی الانبیاء" (کشاف ص۳۷)

کہ "قصہ نگاروں کے مطابق جو شخص تمہیں حضرت داؤدؑ کا قصہ سنائے گا میں اسے ایک صد ساٹھ (۱۶۰) درّے لگاؤں گا۔ انبیاء پر افترا پردازی اور بہتان طرازی کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔"

۵۔ امام عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں:

"قد ذکر المفسرون ھٰھنا قصۃ اکثرھا ماخوذ من اسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ" (تفسیر ابن کثیر سورۃ ص)

اس جگہ بعض مفسروں نے ایک ایسا قصہ بیان کیا ہے جس کا اکثر حصہ بلا شبہ اسرائیلیات سے لیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بھی حدیث موجود نہیں کہ جس کی پیروی ضروری ہو"

۶۔ البدایہ والنہایہ میں سختی سے اس کہانی کا نوٹس لیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد ذکر کثیر من المفسرین من السلف والخلف ھٰھنا قصصا واخبارا اکثرھا اسرائیلیات ومنھا ما ھو مکذوب لامحالۃ ترکنا ایرادھا فی کتابنا قصدا اکتفاءً واقتصارا علی مجرد تلاوۃ القصۃ من القرآن العظیم واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم" (البدایۃ والنھایۃ ص۱۳، ج۲)

بلا شبہ بہت سے قدیم اور جدید مفسروں نے اس مقام پر چند قصے اور حکایتیں نقل کی ہیں، ان میں سے اکثر و بیشتر یہودیوں کی خانہ ساز روایتیں ہیں اور ان میں سے بعض قطعی طور پر جھوٹی اور باطل ہیں، ہم نے اسی لئے ان کو قصداً بیان نہیں کیا اور قرآن عظیم نے جتنا واقعہ بیان کیا ہے صرف اتنا ہی قصہ بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے"

۷۔ امام فخر الدین رازی شافعی کا فیصلہ:

آپ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں:

(ا) حضرت داؤد سے کبیرہ گناہ صادر ہوا۔

(ب) یہ صغیرہ گناہ تھا۔

(ج) حضرت سے نہ کبیرہ گناہ ہوا نہ صغیرہ۔

اور پھر پہلے قول کی پر زور تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں،

"والذی ادین بہ واذھب الیہ ان ذالک باطل ویدل علیہ وجوہ" تفسیر کبیر ص۱۸۵، ج۷، سورۃ ص)

کہ "میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل ہے اور اس کے بطلان کی کئی ایک وجوہ ہیں" ——— اور پھر اس قصے پر اٹھارہ قرائن بیان کئے ہیں جنہیں طوالت کے

خوف سے قلم انداز کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے شائق حضرات تفسیر کبیر اور تفسیر ثنائی کی طرف مراجعت فرمائیں!

۸۔ مفسر ابو سعید فرماتے ہیں:

"افک مبتدع مکروہ ومکر مخترع بئس ما مکروہ وقبح الاسماع وتنفرعنہ الطباع ویل لمن ابتدعہ واشاعہ وتبا لمن اخترعہ واذاعہ" (حاشیہ شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری ص ۵۴۷)

کہ یہ قصہ بری ساخت کا گھڑا ہوا ہے اور بہت بڑا فریب ہے جو ان بنانے والوں نے بنایا ہے، کان اس کو اپنے اندر آنے نہیں دیتے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے۔ افسوس ہے اس کے لیے جس نے اس کو بنایا اور تباہی ہو اس کے لئے جو بغیر تردید اس کو شائع کرے اور پھیلائے۔

۹۔ امام محمد بن حزم کا قول فیصل:

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنیہ کا حوالہ دینے کے بعد موصوف فرماتے ہیں:

"وھذا قول صادق صحیح لا یدل علی شیء مما قالہ المستھزؤن الکاذبون المتعلقون بخرافات ولدھا الیھود" (الفصل فی الملل والنحل ص۱۶)

کہ قرآن کا یہ قول سچا اور صحیح ہے اور یہ کسی طرح بھی اس کہانی پر دلالت نہیں کرتا جس کو ان ٹھٹھے باز جھوٹے لوگوں نے بیان کیا ہے جو ایسی خرافات سے لپٹے رہتے ہیں جنہیں یہودیوں نے جنم دیا ہے"

بہر حال مفسرین کی ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی بے سروپا حکایت کی نسبت حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف صحیح نہیں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام یا کسی دوسرے پیغمبر کی طرف ایسی الم غلم باتیں منسوب کرنا گناہِ عظیم ہے کیونکہ حضرات انبیاء کرام باوجود بشر کامل ہونے کے معصوم تھے اور انبیاء کے متعلق ایسی بہتان طرازی اور افتراء پردازی یہودیوں کی روش ہے۔ اعاذنا اللہ من ھذہ الخرافات!